روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۲۱- رجب ۱۴۱۱ھ ، ۷ تبلیغ ۱۳۷۰ہش ، ۷- فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۳۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نماز سے باہر کے ماحول کا نماز کی لذت سے تعلق

"اگر نماز سے باہر کچھ نہیں ہے تو نماز کے اندر بھی کچھ پیدا نہیں ہوگا۔ اس لئے بعض لوگ جو یہ حیران ہوتے ہیں کہ ہم تو نماز میں داخل ہوئے تھے لذتیں حاصل کرنے کے لئے ہمیں تو وہاں کوئی لذت نہیں ملی۔ باہر کی دنیا میں لوٹے اور پھر لذتوں میں دوبارہ کھو گئے۔ وہ بالکل درست کہتے ہیں کیونکہ باہر کی لذتوں کا خدا سے تعلق نہیں تھا اور اندر نماز خالی پڑی تھی۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید ص۴۲)

"پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہلِ ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے۔ وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور (دین حق) سے دُور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو (دین حق) کے تابع کرتے۔ اُلٹا (دین حق) کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید ص۴۳)

ربوہ (نامہ نگار خصوصی) مورخہ یکم فروری ۱۹۹۱ء کو بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ مولانا محمد الدین ناز صاحب نے پڑھائی اور خطبہ دیا۔ خطبے میں مولانا نے دعا کے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ یہ وہ سب سے زیادہ باا ثر ہتھیار ہے جو آج جماعت احمدیہ کو دیا گیا ہے اور یہ وہ طاقت ہے جو ہر قسم کی دیگر طاقتوں سے بالا ہے انہوں نے خلیج کی جنگ کی تشویشناک صورت حال کے پس منظر میں سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے دعاؤں کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہماری دعائیں محض خالی الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتیں بلکہ ہم وہ جماعت ہیں جو اپنی عبادات میں ایک خاص مقصد اور خاص نہج رکھتی ہیں اس کے نتیجے میں ہماری دعاؤں میں خدا تعالیٰ کے نور کی زبردست طاقت شامل ہو جاتی ہے۔ اور یہ وہ طاقت ہے جو آج دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہے۔

مولانا محمد الدین ناز صاحب نے احباب جماعت کو تلقین کی کہ خلیج کی جنگ کی تشویشناک صورت حال کے ضمن میں بڑی توجہ اور درد سے دعائیں کریں تاکہ عالم اسلام مشکلات سے محفوظ ہو اور دنیا بھر کے مسلمان تباہی سے بچ سکیں۔

درخواست دعا

○ محترم مولانا محمد اشرف صاحب ناصر مربی سلسلہ کراچی گذشتہ ایک ہفتہ سے بعارضہ قلب بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ سید امین شاہ صاحب گرد یزی (نا)ظم وسطی ربوہ۔ ویگن ایکسیڈنٹ میں چھاتی پر چوٹ آنے کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ موصوف کا پہلے بائی پاس اپریشن بھی ہو چکا ہے

احباب کرام کی خدمت میں ان کی مکمل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے

خدا تعالیٰ نہ صرف گناہ بخشتا بلکہ اعلیٰ درجہ کی ترقیات بھی عطا کرتا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنی زندگی کے گناہ دیکھ کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ کیا خدا ہمیں بھی معاف کر سکتا ہے۔ حالانکہ اگر یہ سمجھا جائے کہ کوئی گناہ ایسا بھی ہے جسے خدا بخش نہیں سکتا تو میرے نزدیک اسی کا صاف طور پر یہ مطلب ہوگا کہ خدا بڑا نہیں بلکہ (ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں) شیطان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے..... خدا تعالیٰ تمام قسم کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور نہ صرف گناہ بخشتا ہے بلکہ وہ انسان کو اعلیٰ درجہ کی روحانی ترقیات بھی عطا کرتا ہے صرف اپنے دل میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے۔ جب ہم بچے تھے تو ہم سکول کی کتابوں میں ایک نہایت ہی لطیف حکایت پڑھا کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ جب بارہ تیرہ سال کے ہوئے تو ان کی والدہ نے انہیں کسی عزیز کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں کوئی پیشہ سکھا دے یا تجارت کے کسی کام میں ان کی مدد کرے۔ ان کے پاس بیس پچیس اشرفیاں تھیں۔ ان کی والدہ نے کہا یہ تمہارے باپ کا ورثہ ہے۔ میں انہیں گدڑی میں سی دیتی ہوں۔ جب منزلِ مقصود پر پہنچنا تو نکال لینا۔ جس قافلے کے ساتھ وہ جا رہے تھے اتفاقاً راستہ میں اس پر ڈاکہ پڑا

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۷۔ تبلیغ ۱۳۷۰ ہش ۔ ۷۔ فروری ۱۹۹۱ء

ثابت قدمی

ثابت قدمی کا مطلب یہ ہے کہ ہم جس کام کو شروع کریں اسے کرتے رہیں اور اس وقت تک کرتے رہیں کہ کامیابی حاصل ہو جائے۔ کرتے کرتے اکتا نہ جائیں۔ اور یہ نہ ہو کہ تھوڑا سا کر لیا اور پھر چھوڑ دیا۔ اور پھر شروع کر کے تھوڑا سا کر لیا۔ اور پھر چھوڑ دیا۔ یا یہ کہ تھوڑا سا کیا اور پھر چھوڑ دیا اور بالکل ہی چھوڑ دیا اور کوئی اور کام شروع کر دیا۔ اور اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔

اگرچہ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اگر ہمیں یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ جو کام ہم نے شروع کیا ہے وہ درست نہیں تو پھر بھی وہ کام کرتے ہی جائیں۔ ایسا معلوم ہونے پر تو کام چھوڑ دینا چاہیئے۔ لیکن یہ چھوڑنا اس لئے نہ ہوگا کہ ہم اکتا گئے ہیں بلکہ اس لئے ہوگا کہ ہم جان گئے ہیں کہ یہ کام مفید نہیں ہے بلکہ درست بھی نہیں ہے۔ لیکن جب تک ہمیں اس بات کا یقین ہو کہ جو کام ہم نے شروع کیا ہے وہ ٹھیک ہے اور وہ کام اختتام تک پہنچانا نہائت ضروری ہے۔ اس وقت تک ہمیں اس کام کو کرتے رہنا چاہیئے۔

البتہ اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ یہ بات جسے ہم ثابت قدمی کہتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق ہی سے ممکن ہوتی ہے۔ انسان کا دل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اسے ثبات قدم عطا کر دے تو انسان مکمل ثابت قدمی سے کام کرتا رہے گا۔ اور اس لئے یہ بات ضروری ہو جاتی ہے کہ ہم دل لگا کر کام کریں۔ کرتے رہیں اور کرتے رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ بلکہ اس ثابت قدمی کے لئے دعا میں یہ بات بھی شامل کریں کہ اے خدا ہم تو نہیں جانتے کہ یہ کام کیسا ہے۔ اگر اچھا ہے تو ہمیں کرتے رہنے دے اور اس کے نتیجہ سے ہمیں برکت کے ساتھ نواز۔ یعنی ثابت قدمی کے لئے ہمارا اپنا ارادہ بھی ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"ثابت قدمی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حاصل ہو سکتی ہے۔"

حضور کے اس ارشاد کے پیش نظر ہر کام کرتے ہوئے ہمیں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

ہم عدل کے انصاف کے حامی ہیں جہاں میں
حق بات کی کرتے ہیں دُعا ربِّ جہاں سے
اک آنکھ سے دیکھے جو ہر اک فردِ بشر کو
اس ظلم کی دُنیا میں اُسے لائیں کہاں سے

ــــــــ ابوالاقبال

دشتِ ہجراں میں سدا ہم کو وہ تڑپائیں گے کیا؟
آرزوئے وصلِ جاناں ہی میں مر جائیں گے کیا؟

اِس جہاں کے غمکدے میں آئے تھے گریہ کناں
وقتِ رُخصت مُسکراتے لَوٹ کر جائیں گے کیا؟

دل کی دُنیا میں نہ ڈھونڈا ہم نے نقشِ پائے یار
مہر و ماہ و مُشتری سے ڈھونڈ کر لائیں گے کیا؟

حضرتِ واعظ کو دیکھا، میکدے کی راہ پر
دیکھیں، اپنے وعظ میں وہ آج فرمائیں گے کیا؟

مہر و اُلفت کے جہاں کی لاج ہے حرفِ وَفا
اِس متاعِ بے بہا کو آج ٹھکرائیں گے کیا؟

"تیشۂ فرہاد" کے جوہر دکھاؤ، دوستو!
"قصرِ شیریں" تک رسائی بے ہُنر پائیں گے کیا؟

جس چمن پر ہو رہا ہو دشتِ وحشت کا گماں
اُس کے رنگ و بُو سے امجدؔ دل کو بہلائیں گے کیا؟

یعقوب امجدؔ

وقفِ عارضی اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا:۔

"تحریک وقفِ عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقفِ عارضی پر جاتے ہیں اُن کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دُعاؤں کی طرف اُن کی توجہ مائل ہو جاتی ہے یعنی وقفِ عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصّہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجّہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقفِ عارضی کے وفود نے دُعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

حضرت فضل عمر نے ۱۳ر اکتوبر ۱۹۵۱ء کو فرمایا۔

چونکہ اس سال گرمی زیادہ پڑی ہے اور میری طبیعت کمزوری کی وجہ سے گرمی برداشت نہیں کر سکتی۔ اسلئے میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں گذشتہ سال جتنا حصہ نہیں لے سکا۔ اسلئے میں نے چاہا رات کے وقت ایک مختصر سی تقریر کر دوں تا آخری تقریر کو ساتھ ملا کر تین تقاریر ہو جائیں۔ درحقیقت یہ وقت علمی مقابلوں کا ہے۔ اور میں نے پروگرام پر غور کر کے سمجھا کہ میں اس وقت میں سے کچھ وقت تقریر کے لئے لے سکتا ہوں۔ کیونکہ علم کے ساتھ تربیت اور ہدایات کا تعلق ہے۔ اس لئے علمی مقابلوں کے وقت سے تقریر کے لئے کچھ وقت بچانا درست ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے کہلا بھیجا کہ میں ۷ بجے آؤں گا۔ اور تقریر بھی کروں گا۔ میرے نزدیک کل جو شوریٰ ہونے والی ہے۔ اسمیں اس امر پر بھی غور کر لیا جائے کہ آئندہ سالانہ اجتماع کن دنوں میں ہوا کرے۔ کل جب میں تقریر کر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ تین چار نوجوان بے ہوش ہو گئے اور انہیں اس جگہ پہنچایا گیا۔ جہاں طبی امداد کا انتظام ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس سال اتنی گرمی پڑ رہی ہے۔ کہ اس میں کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اور ہر نوجوان اسکی برداشت نہیں کر سکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو قومیں اپنے وطن اور اسکے حالات کو یاد رکھتی ہیں وہ اپنے آپ کو اسکے مطابق بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہم گرم ملک والے ٹھنڈے ملک والے ہاتھوں کے ماتحت ایک لمبا عرصہ گذار چکے ہیں۔ اور ان کو آسائش اور آرام کیلئے جو سامان کرتے ہم نے دیکھا اور اس میں بعض فوائد ہمیں نظر آئے۔ ہم نے اس کی نقل شروع کر دی۔ اب ہم واقعات سے اتنے مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ خواہ ان سے بچنے کی کتنی کوشش کریں ان سے بچ نہیں سکتے۔ ورنہ عرب اور افریقہ کے لوگ جن کے ملک میں اتنی گرمی پڑتی ہے کہ ہمارے ملک کی گرمی اس کے مقابلے میں تو کچھ بھی نہیں۔ وہ دھوپ میں بہت اچھی طرح چلتے پھرتے ہیں۔ اور گرمی کا انہیں احساس بھی نہیں ہوتا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے ملک کے حالات کو دیکھا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب انہوں نے عرب اور افریقہ جیسے گرم ممالک میں بود و باش اختیار کی ہے تو انہوں نے اپنی روزی بھی وہیں سے ہی تلاش کرنی ہے اسلئے انہوں نے بچپن سے ہی ایسی عادات پیدا کر لی ہیں کہ وہ گرمی برداشت کر لیتے ہیں۔

لیکن ہمارے ملک کے لوگوں نے ملکی حالات کے مطابق اپنے حالات نہیں بنائے اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک پر جو لوگ حاکم تھے انہوں نے جب اپنے آرام کے لئے پنکھوں کا انتظام کیا تو یہ خیال کیا کہ اگر انہوں نے اپنے ماتحتوں کے لئے ایسا انتظام نہ کیا اور ان کے کمروں میں بجلی کے پنکھے نہ لگوائے تو کام پوری طرح نہیں ہو گا۔ اسلئے اگرچہ انہوں نے بجلیاں اپنے کام کے لئے چلائیں۔ لیکن بجلی کے پنکھے انہوں نے کلرکوں کے کمروں میں بھی لگا دئے۔ حالانکہ پٹھانوں مغلوں اور دوسرے راجوں مہاراجوں کے زمانے میں یہاں بجلیاں نہیں تھیں۔ وہ انہی ملکوں میں رہتے تھے۔ یہاں گرمی پڑتی تھی اور وہ لوگ اس میں رہنے کی مشق کرتے تھے۔ اسوجہ سے انہیں گرمی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ آہستہ آہستہ جب ہم اپنے ملک کے حالات کو سدھاریں گے یا ہمارا ملک سدھر جائے گا تو یہ دونوں باتیں ممکنات میں سے ہو جائیں گی یا تو انگریزوں کے جانے کے بعد لوگ آرام و آسائش کے خیال کو چھوڑ دیں گے اور وہ افریقہ اور عرب جیسے ٹراپیکل کنٹریز کی طرح گرمی کو اپنا لیں گے۔ اور اسے برداشت کرنے کی مشق کریں گے۔ اور یا سائنس میں ترقی کر کے ملک کے حالات کو اپنے مطابق بنالیں گے۔ جیسے یورپ نے ترقی کر کے کمروں کو گرم کرنے کا طریق نکال لیا ہے اور ایسی ایجادیں کر لی ہیں جن سے ان کی زندگی آرام اور آسائش والی ہو گئی ہے۔ اسی طرح ہمارے ملک کے لوگ ترقی کر کے ایسی ایجادیں کر لیں گے۔ جن سے فضا ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اور تمام لوگ اس ملک میں اسطرح رہیں گے جسطرح وہ ایک درمیانی گرمی والے ملک میں رہتے ہیں۔ جسطرح لوگ پہاڑوں پر رہتے ہیں۔ غرض جب ملک ترقی کرے گا تو ہمارے ملک کے لوگ اپنے حالات کو گرمی کیمطابق بنالیں گے۔ یا ہمارے عالم اور سائنس دان گرمی کو ہمارے حالات کے مطابق بنا دیں گے بہرحال کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا۔ کیونکہ جب کوئی قوم ترقی کرتی ہے تو وہ ماحول کو اپنے مطابق بنالیا کرتی ہے۔ لیکن جب تک یہ زمانہ نہیں آتا ہمیں یہ احتیاط کرنی چاہیئے کہ ہم اپنے اجتماع کو ٹھنڈے موسم میں کریں۔ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ جو چیز انگریز نے پیدا کی ہے وہ ختم نہ کرو۔ اور یہ انگریزوں سے نفرت اور ان کی بدسلوکیوں کی وجہ سے ہے۔ انگریز اپنے ایک خاص دن کی یاد میں دسمبر کے مہینے میں سات آٹھ دن کی چھٹیاں دیا کرتے تھے۔ اب ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک نے وہ چھٹیاں منسوخ کر دی ہیں۔ حالانکہ ہر قوم کو اجتماع کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کرنی چاہیئے اور اسکے لئے بہترین دن سردی کے ہیں۔ محرم نے تو چکر کھانا ہے۔ اس سال اکتوبر میں آیا ہے تو دوسرے سال اسکے کچھ دن ستمبر میں آجائیں گے۔ تیسرے سال محرم ستمبر کے درمیان آجائے گا۔ چوتھے سال ستمبر کے شروع میں آجائے گا۔ اور پانچویں سال اسکے کچھ دن اگست میں آجائیں گے۔ اسطرح ۱۶۔۱۷ سال برابر بدلتا جائے گا۔ گویا ۱۷ سال تک ہماری قوم کو ایسے معتدل دن نہیں ملیں گے۔ جن میں لوگ اجتماع کر سکیں۔ یا وہ مل کر باتیں کر سکیں۔ انگریز کے زمانہ میں ہماری ساری ضروریات دسمبر کے مہینے میں پوری ہو جاتی تھیں۔ خواہ نام اس کا کرسمس رکھ لیں لیکن بہرحال وہ دن ایسے تھے کہ ہمارے اجتماع آرام سے گذر جاتے تھے۔ اب اگر انگریز چلا گیا ہے۔ تو ان دنوں کا نام کرسمس نہ رکھو۔ نیشنل ہالیڈیز رکھ لو تا قوم کو اجتماع کا موقعہ مل سکے۔ انگریزوں نے اپنے رواج کے مطابق سال میں بعض دن ایسے رکھ لئے تھے۔ جن میں وہ اکٹھے ہوتے تھے۔ اور باتیں کرتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد اب کوئی بھی قومی تہوار کے دن نہیں جن میں اجتماع وغیرہ ہو سکے یورپ میں کرسمس اور ایسٹر کے نام سے سال میں بعض چھٹیاں آجاتی ہیں۔ اسی طرح سال میں اور دن بھی مقرر ہیں۔ جن میں قوم کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور اپنے معاملات پر غور کرتے ہیں۔ ہمیں بھی ایسے دن بنانے پڑیں گے۔ اور جب ہمیں ایسے دن بنانے پڑیں گے۔ تو کیوں نہ ہم ابھی سے ایسے دن بنالیں اگر محرم دس دن قبل ہوا تو یہ اجتماع نہیں ہو سکے گا۔ اس سال حج میں جو آج سے کچھ دن قبل ہوا تو کسی وجہ سے سات ہزار حاجی مر گیا ہے۔ اگر ہم ابھی سے کوئی تجویز نہیں کریں گے۔ تو ہم قومی جانیں ضائع کرنے کا موجب ہونگے۔ جب آئندہ ایسے دن نظر آرہے ہیں۔ تو کیوں نہ ہم ابھی فیصلہ کر لیں۔ آخر ہم میں سے کتنے لوگ ملازم ہیں۔ جو چھٹیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اجتماع سے رہ جائیں گے۔ کراچی میں کوئی پچاس ہزار ملازم ہیں جس میں قریباً (ـــ) ملازمین احمدی ہوں گے۔ اور ان میں سے اجتماع کے موقعہ پر ربوہ آنے والے چھ۔ سات ہوں گے کیا ان چھ سات افراد کو اجتماع کے لئے چھٹیاں نہیں مل سکیں گی۔ سال میں ۲۱ دن کی چھٹیوں کا گورنمنٹ نے حق دیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے ۶۔۷ افراد چھٹی حاصل کرنا چاہیں اور انہیں چھٹی نہ ملے یہ ہو سکتا ہے کہ ضرورت کے وقت حکومت چھٹیاں روک لے۔ لیکن دقت اسوقت ہو گی جب لوگ کثرت سے یہاں آئیں گے اور جب لوگ کثرت سے آئیں گے نہیں تو حکومت کا دو چار دس افراد کو رخصت دینے میں کیا حرج ہے۔ پھر تمہارا ۲۰ دن کی چھٹی کا حق بھی ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اجتماع کے لئے کوئی دن مقرر کر لیں اور ان دنوں میں چھٹیاں حاصل کر کے لوگ یہاں آجایا کریں۔ اسی طرح اور جگہوں کو دیکھ لو۔ پچھلے سال کوئٹہ سے کوئی بھی نہیں آیا تھا اب پتہ لگا ہے کہ اس سال ۲ نمائندے کوئٹہ سے آئے ہیں۔ اب کیا کوئٹہ شہر سے دو آدمیوں کو رخصت نہیں مل سکتی۔ آخر ان کی رخصت میں حکومت کیوں روک بن رہی ہے۔ یہی حال لاہور کا ہے۔ لاہور کی دس لاکھ کی آبادی ہے۔ اور ان میں سے ۵۰ ہزار کے قریب ملازم ہونگے۔ جن میں سے بہت تھوڑی تعداد ہماری ہے۔ اب اگر لاہور سے آٹھ۔ دس آدمی اجتماع پر آجائیں تو کیا وجہ ہے کہ ان کی رخصت کا انتظام نہ ہو۔ اگر یہاں آنے والوں میں ملازمین کی کثرت ہوتی یا ہم سب ملازموں کو یہاں بلاتے تو حکومت کے لئے مشکل پیدا ہو سکتی تھی۔ لیکن جب یہاں آنیوالوں میں ملازمین کی کثرت بھی نہیں اور نہ ہم سب ملازمین کو یہاں بلاتے ہیں۔

باقی صـــ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا دوست محمد شاہد

عراق حضرت فضلِ عمر کی نظر میں

سرزمین عراق دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں کا گہوارہ رہی ہے جس کی عمرانی اور تمدنی تاریخ کا آغاز یونان کی ابتدائی ملکی حکومت سے بھی تقریباً ساڑھے چار ہزار سال قبل ہوتا ہے۔ مشہور فرانسیسی مؤرخ ڈاکٹر گستاوی بان نے "تمدن عرب" میں لکھا ہے کہ اندلس اور عراق کی مسلمان حکومتوں کی ترقی کئی صدی تک گویا متوازی واقع ہوئی تھی ایسے زمانہ میں جب کہ یورپ جہالت کی ظلمتوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ بغداد اور قرطبہ ہی نے تمام عالم میں نور پھیلایا۔ اس زمانہ کے ایک عظیم سیاح ابوالقاسم دیلمی کا بیان ہے کہ میں نے سمرقند سے لیکر قیروان تک اور سرندیپ سے لے کر روم تک کا سفر کیا مگر بغداد سے بہترین اور پاکیزہ شہر نہیں دیکھا۔ عراق سے نکلنے کے بعد ساری دنیا دیہات معلوم ہوتی ہے (تاریخ خطیب جلد ا صفحہ ۷۷)

دوسری جنگ عظیم کے دوران عراقی لیڈر شیخ رشید علی جیلانی اور ان کے رفقاء نے خفیہ طور پر نازی طاقتوں سے ساز باز کرلی تھی جس کے نتیجہ میں عراق ہی نہیں حجازِ مقدس، ترکی، ایران اور شام اور فلسطین اور افغانستان وغیرہ ممالک پر جنگ کے مہیب بادل چھا گئے جس نے مسلمانانِ عالم کو سخت مشوش اور پریشان کردیا۔

اس روح فرسا ماحول میں سیدنا حضرت فضلِ عمر نے ۲۵ مئی ۱۹۴۱ء کو "عراق کے حالات پر تبصرہ" کے زیر عنوان لاہور ریڈیو سٹیشن سے ایک حقیقت افروز تقریر فرمائی جسے دہلی اور لکھنؤ کے اسٹیشنوں نے نشر کیا جو ملک کے مختلف حلقوں میں بہت پسند کی گئی۔ دہلی کے اخبار "ریاست" (۲ جون ۱۹۴۱ء) نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"قادیان کی احمدی جماعت کے پیشوا کی اخلاقی جرأت، آپ کا بلند کیریکٹر اور آپ کی صاف بیانی دلچسپی اور مسرت کے ساتھ محسوس کی جائے گی جس کا اظہار آپ نے پچھلے ہفتہ اپنی ریڈیو کی تقریر میں فرمایا"

اس معرکہ آراء خطاب کا ابتدائی حصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا:

"عراق کا دارالخلافہ بغداد اور اس کی بندرگاہ بصرہ اور اس کے تیل کے چشموں کا مرکز موصل ایسے مقامات ہیں جن کے نام سے ایک مسلمان بچپن ہی سے روشناس ہو جاتا ہے۔ بنو عباس کی حکومت علوم و فنون کی ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے طبعاً مسلمانوں کے لئے ایک خوشکن یادگار ہے۔ لیکن الف لیلہ جو عربی علوم کی طرف توجہ کرنے والے بچوں کی بہترین دوست ہے اس نے تو بغداد اور بصرہ اور موصل کو ان سے اس طرح روشناس کر رکھا ہے کہ آنکھیں بند کرتے ہی بغداد کے بازار اور بصرہ کی گلیاں اور موصل کی سڑکیں ان کے سامنے اس طرح آ کھڑی ہوتی ہیں گویا انہوں نے ساری عمر انہی میں بسر کی ہے۔ میں اپنی نسبت تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ بچپن میں بغداد اور بصرہ مجھے لنڈن اور پیرس سے کہیں زیادہ دلکش نظر آیا کرتے تھے۔ کیونکہ اوّل الذکر میرے علم کی دیواروں کے اندر بند تھے اور ثانی الذکر میری قوت واہمہ کے ساتھ تمام عالم میں پرواز کرتے نظر آتے تھے۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو علم حدیث نے امام احمد بن حنبلؒ کو، فقہ نے امام ابوحنیفہؒ اور امام یوسف کو۔ تصوف نے جنیدؒ، شبلیؒ اور سید عبدالقادر جیلانی کو، تاریخ نے عبدالرحمن بن قیم کو، علم تدریس نے نظام الدین طوسی کو، ادب نے مبرد۔ سیبویہ۔ جریر اور فرزدق کو، سیاست نے ہارون، مامون اور ملک شاہ جیسے لوگوں جو اپنے اپنے دائرہ میں یادگار زمانہ تھے اور ہیں ایک ایک کرکے آنکھوں کے سامنے لاکر اس طرح کھڑا کیا کہ اب تک ان کے کمالات کے مشاہدہ سے دل امید سے پُر ہیں اور افکار بلند پروازیوں میں مشغول۔

ان کمالات کے منظر اور دلکشیوں کے پیدا کرنے والے عراق میں فتنہ کے ظاہر ہونے پر مسلمانوں کے دل دکھے بغیر کس طرح رہ سکتے ہیں۔ کیا ان ہزاروں بزرگوں کے مقابر جو دنیوی نہیں روحانی رشتہ سے ہمارے ساتھ منسلک ہیں ان پر بمباری کا خطرہ ہمیں بے فکر رہنے دے سکتا ہے۔ عراق سنّی اور شیعہ دونوں کے بزرگوں کے مقدس مقامات کا جامع ہے۔ وہ مقام کے لحاظ سے اسلامی دنیا کے قلب میں واقع ہے پس اس کا امن ہر مسلمان کا مقصود ہے۔ آج وہ امن خطرہ میں پڑ رہا ہے اور دنیا کے مسلمان اس پر خاموش نہیں رہ سکتے اور خاموش نہیں ہیں۔ دنیا کے ہر گوشہ کے مسلمان اس وقت گھبراہٹ ظاہر کر رہے ہیں اور ان کی یہ گھبراہٹ بجا ہے کیونکہ وہ جنگ جس کے تصفیئے کی افریقہ کے صحرا میڈیٹرین کے سمندر میں امید کی جاتی تھی اب وہ مسلمانوں کے گھروں میں لڑی جائے گی۔۔۔۔

ان حالات میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو اس کی ابتداء میں ہی دبا دینے کی کوشش کرے ابھی وقت ہے کہ جنگ کو پرے دھکیل دیا جائے۔۔۔ اگر خدانخواستہ بڑی تعداد میں فوجیں یہاں داخل ہوگئیں تو یہ کام آسان نہ رہے گا۔ جنگ کی آگ سرعت کے ساتھ عرب صحراء میں پھیل جائے گی

۔۔۔۔ اس جنگ (یعنی دوسری عالمگیر جنگ ناقل) کے بعد پولینڈ اور زیکوسلواکیہ کی آزادی ہی کا سوال حل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ متحدہ عرب کی آزادی کا بھی سوال حل ہو جانا چاہیئے۔۔۔ شام فلسطین اور عراق کو ایک متحد اور آزاد حکومت کے طور پر ترقی کرنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ انصاف اس کا تقاضا کرتا ہے۔

(الفضل ۲۷ مئی ۱۹۴۱ء صفحہ ۱-۲)

آہ! قریباً نصف صدی بعد عراق کی عظیم مملکت ایک بار پھر استعماری طاقتوں کی زد میں آگئی ہے اور اسی لئے سیدنا فضلِ عمر کے فرزند دلبند اور ہمارے امام رابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرق اوسط کی تشویش انگیز صورتِ حال پر مبسوط اور جامع تبصرہ کرتے ہوئے دنیا بھر کے احمدیوں سے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"پس ہمارے دوستوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچادیں اور ان کی راہ میں کوئی روک نہ ڈال دیں۔ جو ان کی ناشائستہ حرکات سے پیدا ہو سکتی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔"

سید ادریس احمد عاجز

اُمّ المومنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المومنین رملہ بنت ابوسفیان (رئیس مکہ) بعثت نبویؐ سے سترہ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔ والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کی سوتیلی بہن تھیں۔ پہلا نکاح ان کا عبیداللہ بن جحش سے ہوا۔ اس وقت عمر آپ کی ۱۷ سال کی تھی۔ دونوں نے اکٹھے اسلام قبول کیا۔ جب حبشہ کو ہجرت ہوئی تو اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ چلی گئیں۔ حبشہ پہنچ کر عبیداللہ بن جحش عیسائیت کی گود میں چلا گیا اور سردار مکہ ابوسفیان کی بیٹی حبشہ میں تنہا رہ گئیں۔ حضورؐ نے شاہ حبش نجاشی کی معرفت اُمّ حبیبہؓ کو نکاح کا پیغام دیا۔ (عبیداللہ بن جحش سے ایک لڑکی تھی۔ جس کا نام حبیبہؓ تھا اسی لئے ان کی کنیت اُمّ حبیبہ مشہور ہوگئی)۔ نجاشی شاہ حبش نے حضرت جعفر بن طیار کو بلوا کر رسم نکاح ادا کی۔ یہ زمانہ چھ یا سات ہجری کا ہے۔ اس وقت ان کی عمر ۳۶ سال کی تھی۔ پھر آپ مدینہ تشریف لے آئیں اور حضور سرور کائنات کے ساتھ رہنے لگیں۔ حبیبہ کی پرورش آغوش نبویؐ میں ہوئی۔ فتح مکہ سے قبل جب ان کے والد ابوسفیان بن حرب مدینہ آئے تو اپنی بیٹی سے ملنے ان کے حجرے میں پہنچے اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بسترِ مبارک پر بیٹھنے لگے تو۔

حضرت اُمّ حبیبہؓ نے بیٹھنے سے پہلے ہی بستر کھینچ لیا۔ اور اپنے باپ سے کہا کہ تم مشرک ہو، ناپاک ہو، رسولؐ اللہ کے پاکیزہ بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس پر ابوسفیان نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"محمد بن عبداللہ کے پاس رہتے ہوئے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔ خلافت راشدہ کے زمانے میں اپنی وفات تک سیاسیات سے کنارہ کش رہیں۔ اور بقیہ زندگی عبادت اور غرباء و مساکین کی اعانت و غمگساری میں گزار دی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حسن و جمال کی دولت سے خوب بہرہ ور کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں جب فتنوں کا زور ہوا اور قصرِ خلافت کا محاصرہ کر لیا گیا تو حضرت عثمانؓ کے لئے کھانا لے کر ایک خچر پر سوار ہو کر قصرِ خلافت تک پہنچیں لیکن ظالم محاصرین نے ان کا راستہ روک لیا اور خچر کا رخ واپس موڑ دیا۔ ان کا خیال تھا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت زوجیت اور حضرت عثمانؓ اور ان کے اپنے اموی ہونے کے تعلق سے اشقیاء کا گروہ مزاحمت نہیں کرے گا۔

لیکن ان سرکشوں نے رسولؐ اللہ کی توقیر کا بھی خیال نہ رکھا۔ ان کے والد اور سوتیلی والدہ ہندہ اسلام کے سخت ترین دشمنوں میں سے تھے۔ لیکن فتح مکہ کے بعد ان کے والد، والدہ اور بھائی اسلام لے آئے بلکہ حضرت معاویہؓ تو فتح مکہ کے بعد اپنی بہن کے پاس ہی آگئے۔ خوش خط ہونے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن کریم کی

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا تقویٰ اختیار کرو جو مستقبل کی تعمیر میں مدد دے

سلطان محمود انور

یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے مکرم منور شمیم صاحب خالد ابن مکرم محبوب عالم صاحب خالد ناظر مال (آمد) اور مکرمہ شاہدہ عبداللہ صاحبہ بنت مکرم میاں عبداللہ صاحب ابن حضرت مولوی محمد دین صاحب سابق صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا نکاح ۲۵۰۰۰ روپے حق مہر پر پڑھایا۔

اس موقعہ پر آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ قارئین کے افادہ کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ الفضل)

جس نکاح کے اعلان کے لئے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں وہ عزیزہ مکرمہ شاہدہ عبداللہ کا مکرم عزیز منور شمیم خالد سے ۲۵ ہزار مہر پر طے پایا ہے۔ یہ نکاح اس اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے کہ یہ دو ایسے خاندانوں میں ناطہ قائم ہونے کا ذریعہ بن رہا ہے جن خاندانوں کو احمدیت کی تاریخ میں خدا کے فضل سے خدمت کے لحاظ سے ایک خاص مقام حاصل ہے عزیزہ مکرمہ شاہدہ عبداللہ حضرت مولوی محمد دین صاحب جو سابق صدر، صدر انجمن احمدیہ اور مربی پاکستان رہے ہیں کی پوتی ہیں۔ اور حضرت مولوی صاحب کی خدمات ایک لمبے عرصے پر محیط ہیں اور یہ خدمات دم واپسیں تک جاری رہیں۔ اس لحاظ سے بھی کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے براہ راست رفیق ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل تھا۔ مکرم محترم منور شمیم صاحب خالد بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں ان کے والد محترم میرے بزرگ مکرم محبوب عالم صاحب خالد ناظر المال آمد خدا کے فضل سے ٹھوس خدمات بجا لا رہے ہیں اور ایک لمبا عرصہ احمدیت کی تاریخ کے لحاظ سے وہ اس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ مجھے وہ وقت یاد ہے بچپن میں جب ہم قادیان میں اطفال میں تھے تو محترم خالد صاحب ہمارے مہتمم اطفال ہوتے تھے اور اس وقت سے سلسلہ کے ساتھ ان کی وابستگی اور مختلف میدانوں میں خدمت کی توفیق پانا اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے ممکن ہو سکتا ہے لیکن یہ سلسلہ یہیں تک نہیں ان کے اوپر ان کے والد صاحب حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی خاں صاحب جو خدا کے فضل سے ناظر المال تھے اور کچھ عرصہ ۴۔۵ سال لندن میں مربی سلسلہ بھی رہے۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے سلسلے کی غیر معمولی طور پر اہم خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔ اور مجھے ان کی شخصیت یاد ہے جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے۔ زیادہ وقت ان کو دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا لیکن نہایت وجیہہ شخصیت، صاف ستھرا لباس، نہایت باوقار اور معزز شخصیت تھے۔ اور سلسلے کی خدمت میں غرق اور یہ وہ دونوں خاندانوں کے بزرگ جنہیں جماعت خدا کے فضل سے قیامت تک عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتی رہے گی۔

ان دو خاندانوں میں اس رشتہ اور اس ناطے کا قائم ہونا اس پہلو سے بڑی نیک توقعات کا موجب ہے کہ اگر خدا کے فضل سے اور محض اسی کے فضل سے دونوں خاندانوں کو انفرادی حیثیت میں سلسلے کی اتنی عظیم خدمات کی توفیق ملی تو اب ان دو خاندانوں کا ازدواج یا امتزاج جو بھی کہہ لیں یہ بہرحال ہم سمجھتے ہیں اور امید رکھتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا کے فضل سے زیادہ مثبت ہو زیادہ نتیجے کا حامل ہو۔ اور زیادہ اس بات کا میدان اللہ تعالیٰ قائم کرے۔ رشتے تو دنیا میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اس جذبے کے ساتھ اور اس قسم کی تاریخ رکھنے والوں کا آپس میں ملنا اس لحاظ سے بڑی نیک توقعات کی امید ہے کہ خدا کے فضل سے وہ خدمت کا جذبہ اور فدائیت جو ان خاندانوں کو امتیازی رنگ میں حاصل رہا ہے۔ خدا کرے کہ اس تعلق کے نتیجے میں اب وہ ایک نئی شکل کے ساتھ زیادہ عظمت کے ساتھ احمدیت کی تاریخ میں ارتقاء پائے قرآن کریم ایسے مواقع کے متعلق بہت سی نصیحتیں دیتا ہے۔ لیکن ایک بات اس موقع کی مناسبت سے اور اس کی ایک مناسبت یہ ہے کہ اس وقت تلاوت قرآن کریم میں بھی وہ آیت تلاوت کی گئی اور میں نے بھی مسنون طریق کے مطابق جن آیات کی تلاوت کی ان میں بھی وہ آیت شامل ہے اس میں یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنے حال میں مست نہ رہو۔ حال تو اپنی حیثیت کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ اور حال کی کیفیت یا حال کی اوقات لمحات سے بھی کم ہوتی ہے۔ اور لمحہ بہ لمحہ یا وہ ماضی میں ڈھل رہا ہوتا ہے یا مستقبل کو قریب کر رہا ہوتا ہے قرآن کریم یہ فرماتا ہے تم اپنے مستقبل سے غافل نہ رہو خدا کا تقویٰ اختیار کرو ایسا تقویٰ جو تمہیں مستقبل کی تعمیر کی توفیق دے اور درحقیقت جو مستقبل کو عزیز رکھنے والے ہیں اور اسکی عظیم تعمیر کے سلسلے میں کوشاں ہوں ان کا ماضی اور حال ان کے مستقبل کے حوالے سے دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جس قسم کا مستقبل شریعت چاہتی ہے۔ قرآن کریم چاہتا ہے۔ اس اعتبار سے ہماری یہ عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس جوڑے کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ایک بہترین مستقبل کے معمار ثابت ہوں اور جب قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ کل کا فکر کرو۔ اسکے لئے تیاری کرو تو وہ انفرادی کل بھی ہے اور خاندانی کل بھی ہے۔ وہ جماعتی اور اجتماعی کل بھی ہے لیکن ایک وہ کل بھی ہے جو مرنے کے بعد آتا ہے۔ اور سارے پہلوؤں کو سامنے رکھکر کوئی شخص اپنی زندگی کو سنوارنا چاہے۔ مستقبل کو بہتر بنانا چاہے تو وہ خدا تعالیٰ کی طرف جذبات کو پھیر دے۔ اس اعتبار سے ہماری عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس جوڑے کو اس عظیم کل کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائے جو ہر جگہ خیر و برکت کا موجب ہو۔ اور صرف اسی دنیا میں نہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی ان کے لئے خیر و برکت اور عزت والا سلوک ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری عاجزانہ اور دعائیہ مناجات کو قبول فرمائے اور ہر طرح کے خیر و برکت کے سامان عطا فرمائے۔ ان عاجزانہ دعائیہ کلمات کے ساتھ اب میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں

باہمی اتفاق و محبت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو.... نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے.... میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔"

آپ کا خط ملا

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر لکھتی ہیں:

آپ کے لئے تو کچھ میں کئی دن سے سوچ رہی تھی۔ کہہ نہ سکی۔ کچھ سستی اور کچھ مصروفیت آڑے آئی۔ لیکن وہی کچھ مکرم محمد علی صاحب نے کہہ دیا۔ آپ جس تندہی، لگن اور محبت سے مسلسل الفضل کے لئے کام کر رہے ہیں سوچ سوچ کر میں حیران رہ جاتی ہوں۔ پھر اور تو کچھ کر نہیں سکتی اپنے کام کرنے کے عمل کو اور تیز کر دیتی ہوں۔ یعنی آپ کے قدموں پر قدم رکھ کر چلنے سے تو رہی۔ البتہ رفتار تیز کر دیتی ہوں تاکہ آپ کے سرپٹ بھاگنے سے جو گرد دکھائی دیتی ہے۔ وہ دکھائی دیتی رہے اور اسی سمت کو تیز چلتی رہوں۔ میرے کاموں کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے۔ بھاگ رہی ہوں۔ لیکن دائرے میں بھاگ رہی ہوں۔ بہرحال آپ واقعی قابل تحسین ہیں۔ مبارک باد قبول فرماویں ایک غزل بھجوا رہی ہوں

مکرم عبدالشکور خان بستی شکرانی ضلع بہاولپور لکھتے ہیں:

خاکسار نے اندازاً دس سال سے سگرٹ اور پانچ سال سے نسوار استعمال کرنے کے بعد مکمل طور پر دونوں سے سچی توبہ کر لی ہے۔ اخبار الفضل میں مناسب اصلاح کر کے چھاپ دیں آپ کی مہربانی ہو گی۔

عاجز عرصہ دس سال سے سگرٹ کا عادی تھا۔ سگرٹ کے پینے میں اضافہ ہی ہوتا رہا کمی نہیں ہوئی۔ ہر لغو کام آگے اور لغو کام پیدا کرتا ہے۔ خاکسار کو سگرٹ کے بعد نسوار کھانے کی عادت پڑ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے اندر سستی اور غفلت بھی آنے لگی۔ عبادات اور دینی کاموں میں غفلت کا شکار رہا۔ نومبر ۱۹۸۹ء میں اللہ تعالیٰ کا فضل مجھ پر نازل ہوا کہ خاکسار نے مکمل طور پر سگرٹ اور نسوار سے سچی توبہ کر لی ہے۔ جبکہ ہر نیکی آگے نیکی کے بیج دیتی ہے۔ عاجز پانچ وقت کا باقاعدہ نمازی بن گیا۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا صبح کی نماز پڑھنا شروع کر دی۔ صبح کی نماز سے پہلے اپنے بھائیوں کو بیدار کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق دے رہا ہے۔ عاجز کی عمر اسوقت ۳۰ سال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم پر سجدہ شکر بجا لاتا ہوں۔ ہر لغو بات سے پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالان جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ایسے اچھے اور پکے احمدی بنائے جیسے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ چاہتے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے ذریعہ ساری دنیا میں نیکی پھیلے۔

تقریر کے تسلسل میں اگلی قسط درج ذیل ہے امید ہے آپ اسے دل لگا کر پڑھتے ہوں گے۔ اور جو کچھ حضرت فضل عمر نے اس میں بیان فرمایا ہے وہ اچھی طرح یاد رکھتے ہوں گے۔ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے۔

○ اس وقت تک کل ۸۰ آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے مگر جب مکہ کے ظلموں کی خبر باہر پہنچی تو لوگوں نے تحقیقات کے لئے مکہ آنا شروع کیا اس پر اہل مکہ بہت گھبرائے اور انہوں نے شہر کی سڑکوں پر پہرے مقرر کر دیئے کہ کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ مل سکے۔ اور ارادہ کیا کہ آپؐ کو قتل کر دیں۔ اس پر آپؐ کے چچا اور آپؐ کے رشتہ دار آپ سمیت ایک وادی میں چلے گئے تاکہ آپؐ کی حفاظت کریں۔ جب اس طرح بھی کام چلتا نہ دیکھا تو سب اہل مکہ نے معاہدہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان اور تمام مسلمانوں کا مقاطعہ کیا جائے۔ اور کوئی شخص ان کے پاس کوئی چیز کھانے پینے اور پہننے کی چیز فروخت نہ کرے اور نہ ان سے شادی بیاہ کا تعلق کیا جائے۔ اور نہ ان سے کبھی صلح کی جائے۔ جب تک کہ وہ آپؐ کو قتل کے لئے سپرد نہ کر دیں۔ مکہ ایک اکیلا شہر ہے اسکے ارد گرد ۸۰ میل تک اور کوئی شہر نہیں پس یہ فیصلہ سخت تکلیف دہ تھا۔ مکہ والوں نے پہرے لگا دیئے کہ کوئی شخص ان کے ہاتھ کوئی کھانے کی چیز فروخت نہ کرے اور برابر تین سال تک اس سخت قید میں آپؐ کو رہنا پڑا۔ راتوں کے اندھیروں میں پوشیدہ طور پر جس قدر غلہ وہ داخل کر سکتے تھے کر لیتے۔ مگر پھر بھی اس قدر نگرانی میں وہ لوگ کہاں تک انتظام کر سکتے تھے۔ بہت دفعہ کئی کئی دن جھاڑیوں کے پتے اور شاخوں کے چھلکے کھا کر ان کو گذارہ کرنا پڑتا تھا۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ ان تکلیف کے دنوں میں سب کی صحتیں خراب ہو گئیں اور پیٹ پشت سے لگ گئے۔ ہفتہ نہیں۔ دو ہفتہ نہیں۔ تین سال متواتر وہ نبی اپنے ماننے والوں کے ساتھ اس قدر دکھ دیا گیا کہ وہ کیوں خدائے واحد کی پرستش اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر ان تکالیف کے بعد بعض رؤسائے مکہ کی انسانیت اسی ظالمانہ فعل پر بغاوت کرنے لگی۔ انہوں نے اس معاہدے کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیا گیا تھا چاک کر دیا۔ اور آپ اس وادی سے نکل کر باہر آ گئے۔ مگر آپؐ کے بوڑھے چچا اور وفادار بیوی ان صدمات کے اثر سے نہ بچ سکے اور کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گئے۔

○ عزیزہ خالدہ ارشاد۔ کراچی۔ آپ کے خطوط ملتے رہتے ہیں اور یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ خوب مفصل لکھتی ہیں۔ آپ نے گاجر کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ قارئین کے افادہ کے لئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں آپ نے لکھا ہے:

پانچ کلو گاجریں لیں اور اس کو چھیل کر اور ان کے اندر سے کیل نکال دیں اور ان کے چھوٹے چھوٹے لمبے ٹکڑے کر لیں پھر ان کو دھو کر کسی سوراخوں والی ٹوکری میں ڈال دیں تاکہ گاجروں کا پانی نکل جائے اور گاجریں خشک ہو جائیں۔ اس کے بعد ڈھائی تین کلو چینی لیں۔ پھر گاجروں کو اور چینی کو ملا کر چولہے پر چڑھا دیں۔ آنچ بالکل ہلکی ہو۔ "پانی کا استعمال ہرگز نہ کریں۔" اور گاجروں میں تھوڑی سی چھوٹی الائچی ڈال دیں۔ گاجریں خوب پانی چھوڑ دیں گی۔ اس کے بعد آنچ تیز کر دیں اور جب پانی خشک ہو جائے اور چینی تار چھوڑ دے تو اس کو اتار لیں اور ٹھنڈا ہونے دیں یہ مربہ تیار ہو گیا۔

اب حسب ضرورت مربہ لیں اور اوپر دودھ کی بالائی ڈالیں اور ناشتہ نوش فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب کو پسند آئے گا اور ناشتہ کا مزہ دوبالا ہو جائے گا۔

○ بعض بچے ہمیں لکھتے ہیں کہ کہانیاں اور لطیفے بھی اس کالم میں باقاعدگی کے ساتھ لکھا کریں۔ بات یہ ہے کہ یہ کام ہے آپ کا دراصل یہ کالم آپ کا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں زیادہ تر تحریریں آپ کی ہونی چاہئیں۔ آپ کہانیاں اور لطیفے بھیجا کریں۔ ہم شائع کریں گے۔

○ عزیز ہبۃ الرحمان سنوری نے لکھوایا ہے۔

"امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے میں آپ کے اخبار میں بچوں کا کالم بہت شوق اور باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ مجھے اس کی پیاری پیاری باتیں بہت پسند ہیں۔ میں نے پڑھا تھا کہ آپ نے لکھا تھا کہ جو بچے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کریں وہ مجھے خط ضرور لکھیں۔ اس لئے میں بھی خدا کے فضل سے اپنی جماعت میں دوئم آیا ہوں۔ اور اب دوسری جماعت میں ہو گیا ہوں۔ آپ بھی میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بھی زیادہ کامیابیاں عطا کرے۔ آپ میرے خط کا جواب بھی ضرور دیں۔

○ کتابوں کی چھپائی کے متعلق

آج کل تو کتابیں عام ہیں جگہ جگہ چھاپے خانے موجود ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ایک ایک کتاب چھپتی ہے ایک وقت تھا جب ہر کتاب ہاتھ سے لکھی جاتی تھی اور عام طور پر وہ لائبریریوں میں رکھی جاتی تھی یا کسی ایسی جگہ پر جہاں سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکیں۔ جس کسی کو کسی کتاب کی ضرورت ہوتی تھی وہ اپنے ہاتھ سے اسے نقل کر کے لے جاتا تھا۔ بہت سی کتابیں بادشاہوں اور وزراء کے پاس ہی رہتی تھیں لیکن جب سے چھاپے خانے شروع ہوئے ہیں ہر کتاب ہزاروں بلکہ جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے لاکھوں کی تعداد میں بھی چھپنے لگی ہیں اور کتابیں بار بار چھپ رہی ہیں اور بے شمار چھپ رہی ہیں اور ساری دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ اس طرح چھپائی کب شروع ہوئی اور کون سی کتاب سب سے پہلے چھاپے خانے میں چھاپی گئی تو سنئے۔

سب سے پہلے غالباً ۱۴۵۵ء میں کتاب چھپنا شروع ہوئی اور سب سے پہلی کتاب جو چھپی وہ تھی عیسائیوں کی مقدس کتاب، بائبل۔ یہ جو ہم نے کہا ہے کہ غالباً ۱۴۵۵ء میں تو بات یہ ہے کہ ایسی باتیں کسی دن یا کسی ایک خاص وقت کے ساتھ منسلک کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے ۱۴۵۵ء کے آخری مہینے میں چھپائی شروع ہوئی ہو اور کتاب ۱۴۵۵ء کے کسی مہینے میں ختم ہوئی ہو بہر حال ۱۴۵۵ کا سن آپ یاد رکھیں۔

○

قید اور جبر کی دیوار گرا دی جائے
قدغن، آزادیٔ انساں سے اٹھا دی جائے

لہر آزادیٔ انساں کی اٹھی ہے ہر سو
روک جو راہ میں آئے وہ ہٹا دی جائے

جو بھی آدم کے قبیلے کو لڑائے باہم
ایسی ہر چیز زمیں پر سے مٹا دی جائے

جو بھی تحریر کسی قوم کی زنجیر بنے
ایسے قانون کی ہر دھجی اڑا دی جائے

ٹوٹ کر گرنے لگے طوق و سلاسل ہمدم!
جبر کے دیو کو زنجیر لگا دی جائے

نصف دنیا کہ جہاں دین پہ پابندی تھی
اسکو اب مذہب فطرت کی ہوا دی جائے

جس سے کھل جائیں غلامی کے یہ باقی بندھن
دل میں محکوموں کے وہ آگ لگا دی جائے

ٹوٹ جائے گا ظفر جبر کا ہر ایک نظام
ساری انسانیت اب ایک بنا دی جائے

گیت آزادی کے گاتا ہوا قیدی ہوں میں
ہوں میں تیار اگر اس کی سزا دی جائے

راجہ نذیر احمد ظفر

○

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"ریاکاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریاکار انسان دشمنوں سے بڑھ کر شقی اور بدبخت ہوتا ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد اکبر فانی

ربوہ کی ڈائری

دریائے چناب کے کنارے آباد ربوہ شہر پہاڑیوں کے دامن میں ایک اونچے ٹیلے پر آباد ہے تقسیم ملک کے بعد اس شہر کی بنیاد رکھی گئی اور بے آب و گیاہ بنجر قدیم رقبہ پر اب میلوں تک آبادی بڑھ چکی ہے پہاڑیوں نے شہر کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رکھے ہیں لیکن ان خوبصورت پہاڑیوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے ہزاروں مزدور رات دن مصروف عمل ہیں پہاڑی ٹھیکیدار پتھر نکالنے کے لئے غیر قانونی بلاسٹنگ کر کے شہریوں کے امن اور سکون کو برباد کر رہے ہیں سرکاری پتھر چوری ہو رہا ہے کئی سینہ زور محکمہ معدنیات سے ملی بھگت کر کے لکھ پتی بن چکے ہیں اور اس طرح اس قومی دولت کو بڑی بے دردی کے ساتھ لوٹا جا رہا ہے اور دھرتی کے اس قدرتی حسن کو پامال کیا جا رہا ہے اور کئی قیمتی جانیں اس غیر قانونی بلاسٹنگ کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں ان کے یتیم بچوں اور بیواؤں کا کوئی پرسان حال نہیں کیا کوئی دردمند فرض شناس افسر اس طرف توجہ دے گا۔

چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان دریائے چناب کے پل کی خستہ حالی کی وجہ سے ان دنوں اس روٹ پر سفر کرنے والے مسافروں کے لئے پل صراط بنا ہوا ہے ہر روز صبح شام کوئی نہ کوئی ٹرک یا بس پل کے عین بیچ میں جا کر پھنس جاتی ہے اور پھر پل کی ہر دو جانب میلوں تک ٹریفک جام ہو کر رہ جاتی ہے چند روز پہلے پل کی کئی کمزور اور خستہ پلیٹیں نیچے دریا میں جا گریں اور پھر سارا دن ٹریفک میلوں تک جام ہو کر رہ گئی پنجاب کی حکومت اور مرکزی حکومت کے کئی وزراء کئی ایم این اے اور کئی ایم پی اے یہ سارا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں لیکن آج تک نہ تو صوبائی حکومت نے اپنے اجلاس میں اس پل کو اپنے ایجنڈے میں شامل کیا ہے اور نہ ہی مرکزی حکومت کو ایسی توفیق ملی ہے اور اس طرح یہ خستہ اور ناپائیدار پل جو کسی وقت بھی منہدم ہو کر ایک بہت بڑے سانحہ کا سبب بن سکتا ہے دونوں حکومتوں کی بے حسی پر نوحہ خواں ہے کاش کسی بڑے حادثہ کے رونما ہونے سے پہلے اس کی مرمت کا کوئی خاطر خواہ انتظام ہو جائے بتایا جاتا تھا کہ "طالب والا پتن" کے پل کی تعمیر کے بعد اس پل کی نئے سرے سے تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا اس سلسلہ میں کئی بار سروے کیا گیا لیکن آج تک اس کی فائل سرخ فیتے کا شکار چلی آ رہی ہے اور مسافروں کے لئے آج کل یہ پل پل صراط بنا ہوا ہے۔

شہر میں بدقسمتی سے آج تک گندے پانی کی نکاسی کا بلدیہ انتظام نہیں کر سکی جس کے باعث گھروں کا گندا پانی گلیوں میں پھیل کر مزید غلاظت پھیلا رہا ہے جس کے باعث شہر میں مچھروں اور مکھیوں کی بہتات کے باعث طرح طرح کی وبائی بیماریاں پھیل رہی ہیں بلدیہ کے پاس جو فنڈز ہوتے ہیں وہ غلط منصوبہ بندی کے باعث ضائع ہو جاتے ہیں شہر کی صفائی کے لئے ویسے تو ریکارڈ میں ہر محلہ کے لئے صفائی کا عملہ رکھا ہوا ہے لیکن آج تک یہ عملہ کسی بھی محلہ میں نالیوں کی صفائی کرتا ہوا نہیں دیکھا گیا بلکہ اس عملہ سے غیر ضروری کام کروایا جا رہا ہے ترقیاتی کام نہ ہونے کے برابر ہو رہے ہیں اور شہر سے باہر ایسی بستیوں میں سڑکیں تعمیر کرنے کا پروگرام جاری ہے جہاں کے مکین بلدیہ کو ایک پیسے کا ٹیکس نہیں دیتے ایسا صرف ووٹ حاصل کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے اور اس طرح ٹیکس دہندگان کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

ربوہ لاری اڈہ سے موضع ڈاور ترکھاناں والا اور دیگر قصبات کے لئے ویگنیں چل رہی ہیں ساہیوال سرگودہا روڈ کے بن جانے کے بعد اس علاقہ کے عوام کو آمد و رفت کی سہولت تو میسر آ چکی ہے لیکن ایک ایک ویگن میں چالیس چالیس افراد کو سوار کر کے ویگن مالکان ایک طرف تو غیر قانونی اوور لوڈنگ کے مرتکب ہو رہے ہیں دوسرے آئے دن حادثات ہو رہے ہیں اور کئی قیمتی جانیں تلف ہو چکی ہیں طرفہ تماشہ یہ ہے کہ لاری اڈہ پولیس تھانہ کے بالکل قریب واقع ہے جب اس سلسلہ میں پولیس افسران سے بات کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ٹریفک پولیس کا کام ہے اور ٹریفک پولیس والے صرف خاص خاص دنوں میں ہی یہاں چکر لگاتے ہیں انہیں تو چناب کے پل سے یہ فرصت نہیں ملتی اور اس طرح یہ غیر قانونی دھندہ بڑی دلیری کے ساتھ جاری ہے۔

روزنامہ جنگ لاہور

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

اور ڈاکہ والوں نے سب کچھ لوٹ لیا۔ کسی ڈاکو نے گذرتے ہوئے ان سے بھی پوچھا کہ کیا تمہارے پاس بھی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے بیس یا پچیس اشرفیاں تھیں بتا دیں۔ اس نے کہا چل بیوقوف، مجھ سے مخول کرتا ہے۔ تیرے پاس اشرفیاں کہاں سے آئیں۔ انہوں نے کہا نہیں میں مخول نہیں کرتا۔ میرے پاس واقعی اشرفیاں ہیں۔ اس نے سمجھا یہ پاگل ہے اور چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر کوئی دوسرا ڈاکو گزرا۔ اور اس نے پوچھا۔ تو اسے بھی انہوں نے سچ بتا دیا۔ آخر وہ ڈاکو انہیں پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور کہا۔ ہم اس سے پوچھتے ہیں تو یہ کہتا ہے کہ میرے پاس بیس پچیس اشرفیاں ہیں۔ ہمیں تو اعتبار نہیں آتا۔ اب آپ کے پاس لائے ہیں جو حکم ہو۔ اس طرح کیا جائے۔ اس نے کہا اس کی گدڑی پھاڑو۔ جب انہوں نے گدڑی پھاڑی تو اس میں سے اشرفیاں نکل آئیں۔ انہوں نے اس پر بڑی حیرت کا اظہار کیا۔ اور کہا تیری گدڑی تو کسی نے دیکھنی نہیں تھی۔ پھر تو نے یہ راز کیوں افشا کر دیا۔ انہوں نے نہایت سادگی سے کہا پھر میں جھوٹ کس طرح بولتا۔ چوروں پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت تائب ہو گئے اور سوانح والے لکھتے ہیں کہ وہی ڈاکو بعد میں بہت بڑا ولی بن گیا۔"

(خطبہ عیدالاضحی ۶۔ اپریل ۱۹۳۳ء)

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

صرف چند مسلازمین یہاں آتے ہیں۔ اور ان کی نسبت اتنی بھی نہیں ہوتی جتنی آٹے میں نمک کی ہوتی ہے تو اس سے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ پھر کیوں نہ خدام اس موقعے پر چھٹیاں لے کر آئیں۔ یہ کیا بات ہے کہ چھٹیاں ملیں گی۔ تو ہم آئیں گے یا چھٹیاں ملیں گی تو ہم آئیں گے ورنہ نہیں آئیںگے۔ قوم کو سال میں دو تین دن کی ضرورت ہو اور وہ بھی لوگ پیش نہ کر سکیں۔ میرے اپنے خیال میں چونکہ دسمبر میں جلسہ سالانہ بھی ہوتا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سالانہ اجتماع نومبر کے پہلے ہفتہ میں ہو لاکھوں کی جماعت ہے جن میں سے اس اجتماع پر صرف ۵۵۵ دوست باہر سے آتے ہیں اور ان میں سے اکثر ایسے ہونگے جو جلسے پر بھی آجائیں گے۔ اسلئے اگر نومبر کے پہلے ہفتے میں اجتماع رکھ لیا جائے تو اسکا جلسہ سالانہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ خدا تعالے انہیں توفیق دے گا تو وہ دوبارہ بھی آجائیں گے۔ جو لوگ دور سے آئے ہیں۔ وہ کوئی ۴۰۔ ۵۰ ہوں گے اور ان میں سے دس بارہ ایسے افراد ہونگے جو دوبارہ جلسہ سالانہ پر نہ آسکتے ہوں۔ اسلئے ساری جماعت کے فائدے کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔ کل شوریٰ میں اس کے متعلق فیصلہ کر لیا جائے۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

نازل شدہ آیات تحریر کرنے پر مقرر فرمایا۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ وحی املاء کراتے کراتے حضورؐ نے فرمایا "معاویہ! دوات نے دار "س" لکھو"۔ معاویہ اپنی بہن سے عمر میں کافی چھوٹے تھے۔ اس لئے اُم حبیبہؓ بہن کے ناطے سے ان سے بہت پیار کرتیں، روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ ان کے حجرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ بہن نے بھائی (معاویہ کو عمدہ کپڑے پہنائے ہوئے ہیں اور ان کے سر کے پٹوں میں کنگھی کر رہی ہیں حضورؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا

"معاویہ! تم تو عرب کے کسریٰ ہو"

اپنے بھائی امیر معاویہ کے عہد ہی میں فوت ہوئیں۔ ان سے پندرہ ۱۵ حدیثیں مروی ہیں۔

بھفت روزہ لاہور ۲۶ جنوری ۱۹۹۱ء

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

کام سے ہم نے پرہیز کرنا ہے اور ہر نیکی میں ہم نے آگے قدم بڑھانا ہے۔

اللہ تعالے اپنے فضل سے ہمارے عزم بلند کرے اور خدا تعالے کی سچی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی توفیق ملے

نیکی میں جتنی جلدی کیجائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے

حضرت فضل عمر

۲۔ نومبر ۱۹۹۰ء کو حضور انور نے تحریک جدید کے مالی جہاد کے سال ۵۷ کا اعلان فرما دیا ہے۔ سال رواں کے شروع میں فارم بھجواتے وقت اور بعد میں بھی ایک سرکلر کے ذریعہ جماعتوں کو یاددہانی کروا دی گئی تھی۔ کہ وعدہ جات کا کام جلد از جلد مکمل فرمائیں۔ بعض جماعتوں کی طرف سے ابھی تک وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ صدر/امراء صاحبان سے گذارش ہے کہ اس طرف فوری توجہ فرما دیں۔

وکیل المال اوّل۔ تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایران کا موقف

برطانیہ میں ایک اعلیٰ ایرانی نمائندے نے گذشتہ روز کہا کہ بیرونی افواج کو خلیج میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں سے آگے بڑھ کر عراقی لیڈر صدام حسین کے خلاف کویت سے نکالنے کے سلسلے میں کوئی اقدام انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ سیروس ناصری SIROUS NASSERI جو اقوام متحدہ میں ایران کے سفیر ہیں نے برطانوی ٹیلیویژن کو بتایا کہ تمام ایرانی ہوائی اڈوں کو یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ امریکی اتحادی جہازوں کو یا عراقی فوجی جہازوں کو وہاں اترنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے اور کہ تہران اس تنازعہ میں کسی ایک فریق کی حمایت نہیں کر رہا۔ ناصری چینل ۴ ٹیلیویژن کی خبروں کی ایک بلیٹن میں انٹرویو دے رہے تھے یہ انٹرویو جنیوا سے دیا جا رہا تھا۔ اس میں انہوں نے کہا کہ عراق کی حالت بہت نازک ہے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ ایران میں ہوائی جہاز اتر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مجھے صرف اس بات کا علم ہے کہ وہاں ۷ فوجی ہوائی جہازوں نے اترنے کی اجازت مانگی تھی اور انہوں نے زبردستی اترنے کا اقدام کیا تھا۔ اسی روز امریکہ کے جنرل نارمن سویئزکوف SCHWAZKOPF نے کہا کہ ۳۹ عراقی ہوائی جہاز ایران پہنچے ہیں۔ ناصری نے کہا کہ سب سے پہلا اقدام تو یہ ہونا چاہیئے کہ صدام بغیر کسی شرط کے اور مکمل طور پر کویت سے اپنی فوجوں کو واپس بلا لے تاکہ امن قائم کرنے میں مدد ملے۔ دوسری بات جو اتنی ہی اہم ہے یہ ہے کہ اس علاقے میں جو بیرونی ممالک کی افواج ہیں انہیں آہستہ آہستہ وہاں سے واپس جانا شروع کر دینا چاہیئے۔ ان کے لئے اس علاقے میں خیر سگالی کے جذبات نہیں ہیں۔ اگر زیادہ عرصہ یہ فوجیں وہاں ٹھہریں تو اس علاقے کا استحکام خطرے میں پڑ جائے گا۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ اگر کویت سے صدام حسین اپنی فوجیں نکال لیں تو کیا انہیں عراق کا حاکم تسلیم کیا جاتا رہے گا۔ ناصری نے جواب دیا کہ اس بات کا جواب اقوام متحدہ ہی دے سکتی ہے۔ عالمی سطح پر اس بات کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا کہ کویت سے نکل جانے کے بعد صدام یا عراق کے متعلق کیا کیا جائے گا۔ اور اس امر میں جذبات خاصے شدت اختیار کر سکتے ہیں کہ امریکہ کی قرار دادوں سے آگے بڑھ کر اس تنازعہ میں کچھ کیا جائے۔ اگر ایسا کیا گیا تو اس علاقے کا امن اور استحکام خطرے میں پڑ جائے گا اور یہ بات باقی دنیا کے لئے بھی شدید مشکلات پیدا کر دے گی۔

خدام توجہ فرمائیں

ماہ فروری ۹۱ء میں خدام مقررہ کتاب کا مطالعہ کریں۔

۱۔ دوسرے سہ ماہی مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان 'ایفائے عہد' ہے مرکز میں مضمون پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اپریل ہے۔

۲۔ تمام خدام نماز باترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں۔ خصوصاً مجالس عاملہ کے ممبران کے لئے تو ضروری ہے کہ وہ جلد از جلد نماز باترجمہ سیکھ کر مرکز میں اطلاع دیں۔

(مہتمم تعلیم)

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

خبریں

ملکی خبریں

○ کشمیری عوام پر بھارتی مظالم کے خلاف احتجاج کے لئے منگل کو پورے ملک میں مکمل ہڑتال ہوئی مختلف شہروں میں جلسوں اور جلوسوں کے دوران کشمیریوں سے یکجہتی کا اظہار کیا گیا۔

○ امریکہ کے صدر نے ٹیلیفون کے ذریعہ پاکستانی وزیر اعظم سے خلیج کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔

○ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو ۷ فروری کو تونس پہنچ رہی ہیں۔ وہ متعدد ملکوں کا دورہ کریں گی۔

○ پیداوار کے وفاقی وزیر کی قیادت میں ایک تین رکنی وفد مالدیپ روانہ ہو گیا ہے جو خلیج کے بارہ میں وزیر اعظم کا پیغام مالدیپ کے صدر کو پہنچائے گا۔

○ وزیر اعظم کی طرف سے پیش کردہ چھ نکاتی امن فارمولا عراق نے مسترد کر دیا ہے۔ یہ اعلان اسلام آباد میں عراق کے سفیر نے کیا۔

○ جھنگ شہر میں پیر کی رات کو موٹر سائیکل سواروں نے مزید دو افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا شر پسندوں نے پاور لوم فیکٹری متعدد مکانوں اور دکانوں کو نذر آتش کر دیا کئی افراد شدید زخمی ہو گئے۔ شہر میں غیر معینہ مدت کے لئے کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے اور حفاظتی دستے گشت کر رہے ہیں۔

○ لاہور میں محکمہ ریلوے کے ایک اکاؤنٹس آفیسر کے چار کمسن بچے پر اسرار طور پر ہلاک ہو گئے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ انہیں زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے۔

○ لاہور پولیس کے ذرائع کے مطابق کسٹم کے ایک گودام سے بھاری مقدار میں چرس برآمد ہوئی ہے۔ متعدد افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ زلزلہ سے متاثرین کی امداد کے لئے سعودی حکومت نے تین امدادی کھیپیں بھجوائی ہیں۔

○ کراچی میں سعودی کونسل جنرل کے مکان پر نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ایک ملازم زخمی ہو گیا۔

○ آزاد کشمیر میں بھارتی فوج کی فائرنگ سے ۲ افراد جاں بحق اور ۱۰ زخمی ہو گئے۔

○ صوبہ سرحد کے پہاڑی علاقوں میں چائے کی کاشت کا تجربہ کامیاب رہا ہے اور اب پہلے مرحلہ میں تجارتی بنیادوں پر ڈیڑھ لاکھ ایکڑ اراضی پر چائے کاشت کی گئی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ ایران اور پاکستان کے بعد اب یورپی برادری نے بھی خلیج کی جنگ بند کرانے کے لئے کوششیں شروع کر دی ہیں۔ لکسمبرگ میں برادری کے وزراء کے اجلاس میں مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں وفود بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا۔

○ صدر بش نے اعلان کیا ہے کہ عراق پر حملے جاری رہیں گے اور ہم خلیج میں اپنے مقاصد حاصل کر لینے تک جنگ بند نہیں کریں گے۔

○ اتحادی افواج کی طرف سے زمینی حملہ کی تیاریاں جاری ہیں۔ عراق نے اتحادیوں کے مزید ۹ جہاز مار گرانے کا دعویٰ کیا ہے۔

○ سرینگر میں ایک جھڑپ کے دوران ایک حریت پسند شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔ ۶ بھارتی فوجی زخمی ہو گئے۔

○ بھارتی پنجاب میں سکھوں نے علیحدگی پسند تنظیم کے مخالف ایک سکھ سیاستدان جرنیل سنگھ اور اس کے دو محافظوں سمیت ۱۸ افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

○ روسی کمیونسٹ پارٹی نے صدر گورباچوف پر زور دیا ہے کہ وہ خلیج کی جنگ کو رکوانے کے لئے سیاسی اقدامات کریں۔

○ اسرائیلی طیاروں نے منگل کے روز لبنان میں واقع فلسطینی کیمپوں پر بمباری کی جس کے نتیجہ میں چار افراد ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

○ کلکتہ سے پرواز کرنے والے ایک بھارتی جیٹ طیارے کو اغوا کرنے کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔ مسافروں نے عملہ کی مدد سے اغوا کنندہ کو قابو کر لیا۔

○ بیت المقدس میں برٹش ایرویز کی عمارت کو نامعلوم افراد نے نذر آتش کر دیا۔

○ سوڈان کی حکومت نے امریکی ٹیلی ویژن کی اس خبر کی تردید کی ہے کہ عراق کے طیارے اور میزائیل سوڈان پہنچائے گئے ہیں۔

آپ کا اپنا کمپوزنگ سنٹر — کتب، رسالہ جات، میگزین کی اردو انگلش
کمپوزنگ بذریعہ کمپیوٹر اعلیٰ کوالٹی میں کروانے کیلئے تشریف لاویں
○ پابندی وقت ہمارا نصب العین ہے
سلور لنک کمپوزنگ سنٹر
رضیہ محل ۲۔ رائل پارک۔ لاہور فون ۸۶۹۸۸۷
ربوہ میں رابطہ:۔
انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس
فون: ۳۴۳